گلگت بلتستان میں اردو شاعری: ایک جائزہ
۸۰اور ۹۰ کی دہائی کے حوالے سے

ڈاکٹر جابر حسین، شعبہ اردو اسلام آباد ماڈل کالج برائے طلبا
مظفر حسین، شعبہ اردو اسلام آباد ماڈل کالج برائے طلبا

A glance over the Urdu Poetry in Gilgit Baltistan
[with the reference of 80’s & 90’s]

Urdu Poetry in Gilgit Baltistan has a strong artistical and intellectual attatchement with the urdu poetry of all other provinces of Pakistan ie Punjab, sindh, khaiber pakhtunkhwah and Balochistan.
Urdu poetry in Gilgit Baltistan has also its own distinct tone and a strong literary tradition according to the social,political and literal history and background.This article throughs light on the individual

poetic attitudes,styles and themes of urdu poets in Gilgit Baltistan.

۱۸۴۰ء تا ۱۹۴۸ء تک کو گلگت بلتستان میں اردو شاعری کا اولین دور قرار دیا جاتا ہے۔اس دور میں اردو کو ذریعہ سخن قرار دینے والے اہل سخن کی تعداد بہت کم ہے ۔اس ابتدائی دور میں شاعری کی محفلیں نہ ہونے کے برابر ہیں لیکن مدارس اور سکولوں میں بہت بازی کی محفلیں عام ہوتی تھی جو کہ شعری ذوق کو بڑھانے کے لئے کافی مددگار ثابت ہوتی تھی۔گلگت بلتستان کی آزادی کے ایک سال بعد یعنی ۱۹۴۹ء میں یہاں اردو مشاعرے بھی منعقد کیے جانے لگے۔ان مشاعروں میں مقامی ملازمت پیشہ و غیر ملازمت پیشہ شعرااور افسران شرکت کیا کرتے تھے۔

جب برصغیر میں فارسی کو زوال آیا تو یہی زبان اردو کے رنگ وآہنگ میں ڈھل گئی اور باقاعدہ خالص اردو شاعری کی جانب سفر آگے بڑھا۔جوں جوں وقت گزرتا گیا اردو بھی زیادہ شستہ اور سلیس انداز میں ذریعہ ادب واظہار بنتی گئی۔برصغیر میں تحریک آزادی کی ہل چل اور قائداعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت سامنے آنے کے بعد گلگت بلتستان کی شعر وشاعری نئے رجحانات وموضوعات کا آغاز اور نئی اصناف کو فروغ ملا۔

۱۹۵۸ء میں گلگت بلتستان میں پہلی بار موضع سکردو میں پہلی ادبی انجمن "شائقین ادب" کے نام سے وجود میں آگیا۔۱۹۸۰ء کے دہائی تک آتے آتے شاعروں کی ایک بڑی کھیپ ایسی تیار ہوگئی جن کے ہاں اردو مقامی زبان کی نسبت زیادہ استعداد کے ساتھ ذریعہ اظہار قرار پائی۔اس دور میں جن

شاعروں کو مقامی سطح پر شہرت حاصل ہوئی یا جن کا کلام ادبی رسائل و جرائد کے توسط سے پڑھا اور سراہا گیا ان کی فہرست طویل ہے حفظ مراتب اور شاعری کے زمانہ آغاز سے قطع نظر درجہ ذیل شعراء کے نام اس دور کی اردو شاعری کے حوالے سے قابل ذکر ہیں۔ عبدالخالق تاج، شیخ غلام حسین سحر، جمشید خان دکھی، سید اسد زیدی، علی احمد قمر، شاکر شمیم، ذاکر شمیم، خوشی محمد طارق، سید مہدی سرباز، حشمت کمال الہامی، عنایت اللہ شمالی، غلام حسن حسنی، ڈاکٹر غازی نعیم، محمد علی توحیدی، احسان علی دانش، غلام مہدی شاہد، سید امجد زیدی، ڈاکٹر مظفر، مشتاق احمد راہی، احسان شاہ، حبیب الرحمٰن مشتاق، ہدایت اللہ اختر، عبدالحفیظ شاکر، ظفر وقار تاج، محمد افضل روش، سید اسلم سحر، محمد اقبال عاصی، عبدالکریم کریمی، غلام رسول تمنا، بشارت حسین ساقی، سید اشرف کاظمی، فرمان علی خیال، اسماعیل ناشاد، عمر نظیم دیا، بہرام خان شاد، کریم مطرب، صاحبزادہ نعیم چشتی، ذیشان مہدی، عاشق فراز، وغیرہ۔

شیخ غلام حسین سحر، حشمت کمال الہامی، علی احمد قمر، ڈاکٹر نعیم غازی، ذاکر شمیم، شاکر شمیم، سید اسد زیدی ، غلام حسن حسنی، سید اسلم سحر، سید اشرف کاظمی، عبدالخالق تاج، جمشید خان دکھی، خوشی محمد طارق، عنایت اللہ شمالی غلام مہدی شاہد جیسے شعراء کا تعلق اسی گروہ سے ہے جن کا شعری سفر ۱۹۸۰ء سے پہلے شروع ہوا۔

۱۹۸۴ء میں سکردو میں ایک ادبی تنظیم "حلقہ علم وادب" کے نام سے قیام عمل میں لایا گیا اس تنظیم کے قیام میں یوسف حسین آبادی، محمد علی شاہ صبا اور سید اسد زیدی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ گلگت میں "قراقرم رائٹرز

فورم" کے نام سے ایک ادبی تنظیم بنائی گئی اس تنظیم کے بانیان میں پروفیسر عثمان علی، شیر باز خان برچہ، محمد حسن حسرت اور یوسف حسین آبادی شامل تھے۔ قراقرم رائٹر فورم کے قیام کے دو سال بعد "حلقہ ارباب ذوق" کے نام سے ایک اور تنظیم بنی۔ حلقہ ارباب ذوق کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں گلگت کے تمام مسلک سے تعلق رکھنے والے اہل قلم اور شعرا شامل ہیں مختلف سوچ و فکر اور خیالات رکھنے کے باوجود اس ادبی تنظیم سے وابستہ تمام ادبا اور شعراارو ادب اور شاعری کے فروغ کے ساتھ ملی یکجہتی کے لیے بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں اس کے علاوہ گلگت کے مخصوص حلات میں فرقہ واریت ، تفرقہ بازی کو جڑ سے اکھاڑ کر بھائی چارگی کی فضا قائم کرنے میں گرانقدر کارنامہ انجام دیا ہے گلگت کے اندر مختلف محافل و مجالس، میلاد اور محافل مسالمہ، مشاعرہ اسی تنظیم کے زیر انتظام ہوتی ہیں۔ 1984 میں ایک ادبی تنظیم حلقہ علم و ادب بلتستان کے نام سے قیام عمل میں لائی اس تنظیم کے بانیان میں یوسف حسین آبادی، محمد علی شاہ صبا اور سید اسد زیدی شامل تھے۔ کے علاوہ بلتستان ادبی یوتھ، ادبی بورڈ شگر اور کاروان ادب خپلو نے بھی اردو ادب اور شعر و شاعری کے فروغ میں ان تنظیموں کے زیر انتظام کئی ادبی محافل اور تقریبات منعقد کئے گئے کاروان ادب خپلو۔ اردو ادب کے فروغ اور نئی نسل کو اور شاعری کی طرف راغب کرنے کے لیے ان تنظیموں کا کردار اور ان کی خدمات ناقابل فراموش ہے۔" ارض بلتستان" اور "جلوہ شمال" میں مختلف علمی و ادبی موضوعات پر مضامین کے علاوہ مختلف اضاف پر مبنی شعراء کے اردو کلام موجود ہیں۔

حمد، نعت، منقبت اور سلام، قطعہ جیسی اصنافِ شعر کو بھی ساتھ ساتھ فروغ حاصل ہوتا رہا۔ان اصناف کا آغاز اگرچہ یہاں انیسویں صدی کے نصفِ آخر میں ہوا تھا لیکن باقاعدہ اردو زبان میں ان پر شعراء نے طبع آزمائی آزادی کے بعد کی۔اردو نعت، منقبت اور سلام نگاری کے میدان میں شمیم بلتستان اس دور میں اہم اور نمایاں شاعر کے طور پر سامنے آئے۔ان کی کتابیں "چراغِ مصطفوی ۱۹۷۷ء" اور "عقیدت" اس حوالے سے اہم ہیں۔

اس دور کی علمی وادبی پیش رفت اور موضوعاتی تنوع کے بارے میں محمد حسن حسرت کہتے ہیں۔

> ۱۹۸۰ء کے بعد گلگت بلتستان کا ملک کے ترقی یافتہ شہروں سے روابط بڑھنے اور بدلتے حالات کے تناظر میں یہاں کی اردو شاعری کے موضوعات میں کافی حد تک تنوع پائے جاتے ہیں ۔اب یہاں کے شعرا حمد، نعت اور منقبت تک محدود نہیں اور نہ ہی غزل گوئی میں لب ور خسار اور زلفِ محبوب کے اسیر ہو کے رہ گئے ہیں بلکہ اپنی غزلوں اور نظموں میں زمانے کے بدلتے حالات، معاشرتی اصلاح، اقتصادی، سماجی اور سیاسی نشیب و فراز اور پھر تہذیب و تمدن کے گوناگوں پہلوؤں پر اظہار خیال کرتے ہیں۔(۱)

وطن عزیز پاکستان سے محبت اور وابستگی، گلگت بلتستان کی سرزمین سے انس ومحبت، آزادی پاکستان اور آزادی گلگت بلتستان ،سیاسی جماعتوں کی سرگرمیاں، انتخابات کی ہل چل، سیاستدانوں کی ناتجربہ کاری اور مقامی

انتظامیہ کی کوتاہیوں کو اس دور کے شعراءنے اپنی تخلیقات کاموضوع قرار دیاہے یہاں کی مقامی اردو شاعری میں پاکستانیت اور پاکستان کی مٹی سے محبت اوراس کی تہذیب و تمدن سے لگاو قابل داد و تحسین ہے پاکستانی حکمرانوں کی طرف سے نظراندااز کرنے اور سیاسی سطح پر پاکستان کی قومی اسمبلی اور سینٹ میں نمائندگی نہ ملنے کے باوجود پاکستان کی مٹی سے گلگت بلتستان کے لوگوں کی محبت والفت اور گہری عقیدت ووابستگی کا عکس یہاں کی اردو شاعری میں نمایاں طور پر نظر آتاہے۔

> گلگت بلتستان کی اردو شاعری میں پاکستانیت اور پاکستان کی مٹی سے محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہےاس کی تہذیب و تمدن سے لگاو کی کیفیت بھی نہایت قابل تعریف ہے ایک سال تک خون ریز جنگ لڑ کر اپنے علاقے کو آزاد کرنے بعد گلگت بلتستان کے لوگوں نے جس ملک کے ساتھ وابستگی اختیار کی ہے اس سے عقیدت و محبت ایک فطری امر ہے۔[3]

اس ضمن میں عبدالخالق تاج کی نظم "جشن آزادی"، ظفرو قارتاج کی نظم "میراوطن"،خوشی محمد طارق کی نظم "اے وطن" ، اور "یوم تکبیر"،مشتاق احمد راہی کی "ترانہ گلگت"،غلام حسن حسنی کی نظم "وطن کا نغمہ" ،"بام جہاں"اور"ارض شمال "،شاکر شمیم کی نظم "اے ارض وطن"، حشمت کمال الہامی کے نغمے "پیاراپاکستان" اور "بلتستان" ، احسان دانش کی نظم "کارگل کے جوان"،فرمان علی خیال کی نظم "وطن کے

جوان"، حبیب الرحمٰن مشتاق کی نظم "۱۴اگست" اور ذیشان مہدی کی نظم "نغمہ وطن "اور "گیت" قابل توجہ ہیں۔

مری دھرتی تو میری آبرو ہے
تری تصویر پیہم روبرو ہے
تری رعنائیوں اور خوشبوؤں میں
مرے اسلاف کا شامل لہو ہے [4]

ہے دھول تری جامہ احرار کی زینت
شامل ترے خاشاک میں خوشبوئے سمن ہے [5]

آبشاریں، ندیاں، دشت ودمن یہ کوہسار
اے وطن سامانِ ہستی، جان ودل تجھ پہ نثار [6]

ایک طرف شعراء کے ہاں گلگت بلتستان اور پاکستان سے والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے تو دوسری طرف یہاں کے اہل سیاست اور ارباب حل وعقد کی نادانی اور بدانتظامی سے اظہار نفرت کرتے ہیں۔

سحر ملانہ کبھی ہم کو اپنا حق پورا
رگِ حقوق پہ تلوار جیسے رکھتے ہیں [7]

اب تو امیر شہر کہاں بچ کے جائے گا
اپنے لہو کا خون بہا مانگتے ہیں لوگ [8]

مقامی شاعروں نے دہشت گردی فرقہ واریت انتہا پسندی اور مذہبی تعصب جیسے رویوں کی تردید کی اور اپنے انداز میں ان کی حوصلہ شکنی کرنے کی کوشش کیا اس ضمن میں جمشید دکھی، حشمت کمال ،حبیب الرحمٰن مشتاق،اور

عبدالخالق غلام حسن حسنی تاج جیسے شاعروں کے نام نمایاں ہیں۔دہشت گردی،فرقہ واریت،مذہبی عصبیت اور بم دھاکوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے اظہار نفرت کیا۔

جہاں پہ فرقہ پرستی کی تخم ریزی ہوں
وہ شہر امن سے آراستہ نہیں ہوتا [9]
تعصب سے بھرا پیغام یہ ہے
بہاو خون درس عام یہ ہے
مسلمانوں کا جب انجام یہ ہو
میں کافر ہوں اگر اسلام یہ ہے [10]

دہشت گردی،فرقہ واریت اور مسلکی اختلافات کی بنیاد پر نفرت انگیزی کی نفی کی۔تو دوسری طرف باہمی اتفاق و وحدت کی ترغیب دلائی غلام حسن حسنی کی نظم اتحاد بین المسلمین اور محمد افضل روش کی نظم "وحدت" اس حوالے سے نمایاں طور پر قابل توجہ ہے۔

گلگت بلتستان کے سیاسی وسماجی حقوق،انفرادی واجتماعی حقوق کا ادراک اس دور کے شاعروں کے ہاں بھرپور نظر آتا ہے۔ایک طرف ان شعراء کے ہاں اپنے انفرادی اور اجتماعی حقوق کا احساس وشعور پیدا ہوا تو دوسری طرف اہل حل وعقد کی غاصبانہ روش دیکھ کر مزاحمت اور تلخ نوائی کا اظہار بھی کیا گیا اہل قل نے اپنے قلم کو ظلم واستبداد اور استحصالی رویوں کے خلاف متحرک رکھا۔

مجھ سے مخفی رکھ دیئے میری زمین کے مسئلے

اور غیروں کو اسی کا رازداں رکھا گیا [11]

جو میرے شہر کو طبقات میں کر دے تقسیم
ایسی دیوار بہر طور گرائی جائے [12]

۲۰۰۰ء کے بعد گلگت بلتستان کا سیاسی، سماجی اور شعری منظر نامہ ان تبدیلیوں، اتار چڑھاو اور تغیر و تنوع کو منعکس کرتا ہے جو گلگت بلتستان کے گرد و نواح، بالخصوص پاکستانی سیاسی اور سماجی میدانوں میں نظر آتا ہے

۲۰۰۰ء کے بعد کی اردو شاعری کو تخلیقی سطح پہ فروغ دینے والے اہل سخن کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے پہلا گروہ ان شعراء کرام کا جنہوں نے اپنی اردو شاعری کا باقاعدہ آغاز تو ۱۹۸۰ء کے آس پاس میں کیا اور اب تک برابر شاعری کر رہے ہیں اس گروہ میں ذیل شعراء کرام نمایاں ہیں۔

عبدالخالق تاج، شیخ غلام حسین سحر، جمشید خان دکھی، علی احمد قمر، شاکر شمیم، ذاکر شمیم، خوشی محمد طارق، حشمت کمال الہامی، عنایت اللہ شمالی، ڈاکٹر غازی نعیم، علامہ محمد علی توحیدی، احسان علی دانش، غلام مہدی شاہد، سید امجد زیدی، ڈاکٹر مظفر انجم، مشتاق احمد راہی، احسان شاہ، حبیب الرحمٰن مشتاق، ہدایت اللہ اختر، عبدالحفیظ شاکر، ظفر وقار تاج، محمد افضل روش، سید اسلم سحر، محمد اقبال عاصی، عبدالکریم کریمی، غلام رسول تمنا، بشارت حسین ساقی، سید اشرف کاظمی، فرمان علی خیال، اسماعیل ناشاد، عمر نظیم دیا، بہرام خان شاد، کریم مطرب، صاحبزادہ نعیم چستی، ذیشان مہدی، عاشق فراز، وغیرہ۔

اپنا تخلیقی سفر ۱۹۸۰ کے آس پاس میں شروع کرنے کے باوجود تاہنوز تازہ دم نظر آتے ہیں۔دوسرا گروہ ان نوجوان شاعروں کا ہے جنہوں نے اپنے تخلیقی سفر کا آغاز ۲۰۰۰ء کے آس پاس میں کیا اور مختصر سی مدت میں ان کا کلام فنی پختگی ،فکری وسعت ،موضوعاتی تنوع اور رواں اسلوب کے ساتھ ساتھ اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوا۔اس گروہ میں شامل شعراء میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بہ غرض تعلیم و معاش پاکستان کے دیگر صوبوں میں مقیم ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو پاکستان سے بھی باہر معاش کی غرض سے یا حصول تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔اور شعر و سخن کا سلسلہ بھی برابر جاری رکھا ہوا ہے اس گروہ سے تعلق رکھنے والے اکثر شاعروں کا کلام اگرچہ تاحال مختلف وجوہات کی بناءپر کتابی صورت میں چھپ کر سامنے نہیں آیا لیکن انٹرنیٹ ،الیکٹرانک میڈیا،اور پرنٹ میڈیا پر بآسانی دستیاب ہے ان شعراء کے ہاں نہ صرف گلگت بلتستان کے سیاسی ،سماجی،مذہبی،تعلیمی اور تہذیبی مسائل کا ادراک نظر آتا ہے بلکہ ملکی حالات وحوادث سے باخبر رہنے اور ان مسائل کے حل کرنے کا عزم وارادہ بھی نظر آتا ہے۔نوجوان شعراء کے اس گروہ میں درج ذیل نام قابل ذکر ہے۔اشتیاق احمد یاد، شاہ جہاں مضطر،فاروق احمد قیصر، ڈاکٹر جابر حسین، توصیف حسن توصیف، ڈاکٹر جواد حیدر،رضا تابش،امجد علی ساغر،یاور عباس یوسفی، تہذیب حسین برچہ،حیدر علی ،نوید حسن نگری،مرزا گھائل نگری،عبدالکریم کریمی،غلام عباس نسیم،امجد متاثر، تہذیب حسین ،ناصر نصیر ،جعفر عاجز،نذیر حسین نذیر، فیض اللہ فراق، ظہیر عباس،رضا بیگ گھائل،عاشق حسین عاشق، حر حسنین، سفیر

عباس،ہاشم حسین ہاشم، قیصر علی شاہد، قمر کاظمی، محمد عباس جرات، میر افتخار، وغیرہ

اپنا تخلیقی سفر ۱۹۸۰ کے آس پاس میں شروع کرنے کے باوجود تاہنوز تازہ دم نظر آتے ہیں۔ دوسرا گروہ ان نوجوان شاعروں کا ہے جنہوں نے اپنے تخلیقی سفر کا آغاز ۲۰۰۰ء کے آس پاس میں کیا اور مختصر سی مدت میں ان کا کلام فنی پختگی ، فکری وسعت ، موضوعاتی تنوع اور رواں اسلوب کے ساتھ ساتھ اپنا مقام بنانے میں کامیاب ہوا۔ اس گروہ میں شامل شعراء میں سے بہت سے ایسے ہیں جو بہ غرض تعلیم و معاش پاکستان کے دیگر صوبوں میں مقیم ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جو پاکستان سے بھی باہر معاش کی غرض سے یا حصول تعلیم کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اور شعر و سخن کا سلسلہ بھی برابر جاری رکھا ہوا ہے اس گروہ سے تعلق رکھنے والے اکثر شاعروں کا کلام اگرچہ تاحال مختلف وجوہات کی بناء پر کتابی صورت میں چھپ کر سامنے نہیں آیا لیکن انٹرنیٹ ،الیکٹرانک میڈیا، اور پرنٹ میڈیا پر بآسانی دستیاب ہے ان شعراء کے ہاں نہ صرف گلگت بلتستان کے سیاسی ،سماجی، مذہبی، تعلیمی اور تہذیبی مسائل کا ادراک نظر آتا ہے بلکہ ملکی حالات و حوادث سے باخبر رہنے اور ان مسائل کے حل کرنے کا عزم و ارادہ بھی نظر آتا ہے۔ نوجوان شعراء کے اس گروہ میں درجہ ذیل نام قابل ذکر ہے۔ اشتیاق احمد یاد، شاہ جہاں مضطر، گل زمان گل، فاروق احمد قیصر، آصف علی آصف، توصیف حسن توصیف، رضا تابش ،امجد علی ساغر، یاور عباس یوسفی، تہذیب حسین برچہ، حیدر علی، نوید حسن نگری، مرزا گھائل نگری، عبدالکریم کریمی، غلام عباس نسیم، امجد

متاثر، تہذیب حسین ،ناصر نصیر ،جعفر عاجز، مظفر ہراموشی،نذیر حسین نذیر، فیض اللہ فراق، ظہیر عباس، رضابیگ گھائل، عاشق حسین عاشق، عارف سحاب، حر حسنین، سفیر عباس، ہاشم حسین ہاشم، قیصر علی شاہد، قمر کاظمی، محمد عباس جرات، میر افتخار، اشرف حسین اشرف ،ڈاکٹر جابر حسین، ڈاکٹر جواد حیدر، محمد حسن دانش، الطاف سروش ،نصیر ترابی، اشرف حسین اخونزادہ، شمس جعفری، سید سجاد اطہر، روزی صمیم، محسن رضا، اصغر علی مرزا ،ناصر انصاری وغیرہ

مسئلے اس قوم کے حل کیسے ایوانوں میں ہوں
چور، بدکاروں، لٹیروں کا سجا دربار ہے [13]

مکر جاتے ہیں وعدے کر کے جو اکثر میرے لیڈر
وہی اس قوم کے ماہر سیاست دان ہوتے ہیں [14]

میں بھی تو ایک فرد ہوں اس قوم کا حسن
جس قوم کے نصاب میں ماضی نہ حال ہے [15]

تری مسند تمہاری موت کا پھندا نہ بن جائے
کہ اپنے پیٹ کی خاطر غریبوں کو ستاتے ہو [16]

روک دے یہ انتخابی جھوٹ پر مبنی نظام
پہلے میری آئینی وہ حیثیت واضح کرے [17]

گلگت بلتستان کے تشخص اور جغرافیائی و سرحدی اہمیت و حیثیت کو اجاگر کرنے اور حکامِ بالا کے یہاں کے باسیوں اور عوام کے ساتھ غیر منصفانہ رویے پر اربابِ بست وکشاد کی خاموشی سے اظہار دل برداشتگی کی ایک عمدہ

ترین مثال نظم "چھیاسٹھ سال بیتے پر ابھی تک اجنبی ہوں میں" کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

سرِ افلاک سے محوِ تکلم حضرتِ کے۔ٹو مرا ہمدم۔
جو ہمدوشِ قمر دیوسائی کا سرسبز میداں ہے،
وہ میرا ہی تملک ہے۔
فلک بوسی کیا کرتی ہے دستارِ فضیلت جن کی،
مرے کہسار ہی تو ہیں!
ہزاروں ٹن ذخیرہ آبِ یخ بستہ لیے آغوش میں کہسار ہیں میرے۔
گلیشیر ایسے ایسے ہیں کہ جن کو دیکھ کر عقلِ بشر حیران رہ جائے۔
مرا تو کلِ وجود اک شاہکارِ دستِ قدرت ہے۔
پڑوسی میرے دو ایسے ہیں جن سے رشتہ پاکستان کا بے حد نمایاں ہے،
بھارت اک طرف اور چین میری دوسری جانب
یہ باتیں اک طرف اور دوسری جانب مرا یہ حال،
تشخص میرا مبہم کر دیا جاتا رہا ہے،
چھیاسٹھ سال بیتے پر ابھی تک اجنبی ہوں میں[18]

حوالہ جات

۱۔ حسرت، محمد حسن، انٹرویو، بمقامِ سکردو، 26اگست ۲۰۱۴ء

۲۔ حسرت، محمد حسن، انٹرویو، بمقامِ سکردو، 26اگست ۲۰۱۴ء

۳۔ دکھی، جمشید خان، مشمولہ: شمالی علاقے کا اردو ادب [حصہ نظم]، ناشر: حلقہ ارباب ذوق گلگت، ۱۹۹۳ء، ص۱۷

۴۔ تاج، ظفر وقار، آنند، ہمالیہ پبلشرز انٹر نیشنل، جون ۱۹۹۸ء، ص ۲۱

۵۔ طارق، خوشی محمد، پلکوں کے سائباں، طارق سنز پشواڑی منی مرگ گلگت، جنوری ۱۹۹۷ء ، ص ۳۲

۶۔ سحر، میر اسلم، میرا زخم ابھی بھرا نہیں ہے، بزم علم و فن سکردو، گلگت بلتستان ،۲۰۰۸ ء، ص ۰۷،

۷۔ حسنی، غلام حسن، بادلوں کا سفر [غیر مطبوعہ] ص ۹

۸۔ مشتاق ، حبیب الرحمن ،کوئی موجود ہونا چاہتا ہے، ادبی انجمن فکری تحریک گلگت ، ۲۰۱۲ء، ص ۲۶

۹۔ طارق، خوشی محمد، مزاحمتی ادب (مضمون) مشمولہ: گلگت بلتستان کا اردو ادب (حصہ نثر) ، ناشر: حلقہ ارباب ذوق گلگت، ۲۰۱۱ء، ص ۶۳

۱۰۔ قمر، علی احمد، لوح، بیلا پبلی کیشنز اسلام آباد، جولائی ۲۰۰۹ء، ص ۴۸

۱۱۔ ایضا، ص ۱۴۱

۱۲۔ برچہ، تہذیب حسین ،(غزل) غیر مطبوعہ کلام جو راقم کو تحریری صورت میں موصول ہوا۔

۱۳۔ مضطر، شاہ جہاں، (غزل) غیر مطبوعہ کلام جو راقم کو تحریری صورت میں موصول ہوا۔

۱۴۔ توصیف، توصیف حسن ،(نظم) مطبوعہ :ماہنامہ بام جہاں، گلگت ،شمارہ نومبر/دسمبر ۲۰۱۳ء، ص ۳۳

۱۵۔ جابر حسین، ڈاکٹر، نظم، مشمولہ: ضبطِ سخن (غیر مطبوعہ بیاض)، ص ۵۴

۱۶۔ آصف، آصف علی، (غزل) غیر مطبوعہ کلام جو راقم کو تحریری صورت میں موصول ہوا۔

۱۷۔ جابر حسین، ڈاکٹر، نظم، مشمولہ: ضبط سخن (غیر مطبوعہ بیاض)، ص ۲۷